OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

نصر حامد ابوزید کے قرآن اور وحی سے متعلق افکار کا تنقیدی جائزہ

A Critical Study of Nasr Abu Zaid's views about Quran and Revelation

Zakir Hussain

Doctoral Candidate, Al Mustafa International University, Mashad, Iran

Dr. Shabbir Hussain

Associate professor, Al-Qadir University, Jhelum, Pakistan

Abstract

Nasr Hamid Abu Zayd was an Egyptian author. He is known for his mission of Quran's hermeneutic, which challenged mainstream views. His views about Quran and revelation are new. He believes that Quran is the outcome of prophet's (PBUH) discourse with the contemporary people. He says Quran is the collection of narrations interpreted by its narrator. Abu Zayd further states that Quran consists of contradictory orders and sharia laws and to solve them we need to describe Quran as the collection of dialogues. On the basis of such views, Quran no more consists everlasting teaching for all human beings. His serious objections on Quran need to express one by one. In this research paper, we will criticize Abu Zayd's views after dealing with his theories along with arguments.

Key word: Abu Zayd Hamid, Quran, revelation, prophet hood, contradiction

تمہید

CC BY

مصر کے معروف دانشمند، مفکر، معلم اور مصنف ڈاکٹر نصر حامد ابو زید 1943ء میں مصر کے شہر طنطاء میں پیدا ہوئے۔ اپنے آبائی گاوں میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور وہیں قرآن پاک کو مکمل حفظ کیا۔ چودہ سال کی عمر میں باپ کے سایے سے محروم ہوئے اور اپنے اور گھر والوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے کام کرنے پر مجبور ہوئے، لیکن ساتھ ہی اپنی پڑھائی کو بھی جاری رکھا۔ 1973ء میں قاہرہ یونیورسٹی سے ایم فل کی ڈگری حاصل کی اور پھر بعد میں اسی یونیورسٹی سے "عربی زبان اور ادبیات" میں پی ایچ ڈی مکمل کر لی۔ "قرآن کی تاویل ابن عربی کی نظر میں" کے عنوان سے پی ایچ-ڈی مقالہ کا کامیاب دفاع کیا جو بعد میں "فلسفہ تاویل" کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آگیا۔ ابو زید مسلک کے اعتبار سے اہل سنت ہیں اور سید قطب، عباس محمود عقاد اور طہٰ حسین جیسے اہل سنت دانشوروں سے متاثر تھے۔ مصر میں حاکم اشعری افکار کی کم مائگی کے باعث وہ معتزلی تفکرات کی طرف مائل ہوئے۔ وہ جاپان کے معروف مفکر ایزوتسو سے بھی متاثر تھے اور ان کے ہرمیونٹیک (Hermeneutic) نظریات انہی کے آثار سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہے۔ ان کی معروف تالیفات درج ذیل ہیں:

۱۔ مفہوم النص ۲۔ فلسفہ تاویل ۳۔ نقد خطاب دینی ۴۔ نو آوری تحریم و تحلیل ۵۔ تحریم و تاویل

ابو زید نے اپنے خطبات اور کتابوں میں وحی، قرآن اور نبوت کے بارے میں ایسی باتیں کی ہے جو اسلام کی بنیادی اور مسلّمہ تعلیمات کے خلاف ہیں۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ قرآن کریم اللہ کا کلام نہیں اور اس میں غلطی ہو سکتی ہے۔ دیگر متون کی مانند قرآن کی بھی ہرمونوتیک اصولوں کی بنیاد پر تفسیر کی جانی چاہیے۔ اس کے نزدیک قرآن، پیغمبر اکرم ﷺ اور لوگوں کے درمیان گفتگو کا نتیجہ ہے اور اسے ایسی روایت سے تعبیر کرتا ہے جسے اس کے راوی (محمد) نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ابو زید کے نزدیک قرآن میں کچھ ایسے متضاد اور متناقض احکام ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرنے کا تنہا راستہ یہ ہے کہ ہم قرآن کو گفتگو (spoken form) کا مجموعہ قرار دیں اور اسکی تفسیر اُسی زمانے کے تناظر میں کریں۔ قرآن کوئی ایسا متن نہیں ہے جو پوری بشریت کے لیے قابلِ استفادہ ہو اور اس کی تفسیر زمانۂ نزول سے ہٹ کر ممکن ہو۔ اس مقالے میں ابو زید کے انہی تمام خیالات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے حقائق سامنے لانے کی سعی کی گئی ہے تا کہ محققین خصوصاً نوجوان نسل ابو زید کے گمراہ کن خیالات کی حقیقت کو جان سکیں۔

قرآن کے بارے میں نصر حامد ابو زید کا نقطہ نظر

ابو زید کہتا ہے کہ قرآن گفتگو کا مجموعہ ہے، کوئی سماوی متن نہیں "مسلمانوں کے ہاں قرآن کچھ اس طرح مشہور ہوا کہ اسے دو جلدوں کے درمیان (مصحف کی شکل میں) جمع کیا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق حقیقت میں قرآن گفتگو کی شکل میں ہے اور تاریخ کے مختلف ادوار میں اسکے سیاق اور مخاطبین کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔"[1] وہ قرآن کو متن کہنے والوں کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے: "قرآن کو تحریری متن قرار دینے والے اس حقیقت سے غافل ہیں کہ قرآن کا مسلمانوں کی زندگی میں کردار گفتگو والا ہے۔ اسے متن قرار دینا اس بات کا سبب بنتا ہے کہ ہم بہت سارے مسائل میں تاویل سے کام لے لیں۔ یہ وہی چیز ہے جسے میں نے اپنی کتاب ''مفہوم متن'' میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔"[2] ایک اور جگہ وہ قرآن کو پیغمبر اکرم ﷺ کی گفتگو کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: "بہتر یہ ہے کہ ہم قرآن کو تحریری متن قرار دینے کے بجائے اسے اس زاویے سے دیکھیں کہ یہ گفتگو ہے۔ بہتر ہے کہ ہم قرآن کو ایسی گفتگو قرار دیں جو ایک خاص فضا میں ہوئی ہے اور اس فضا کو مد نظر رکھے بغیر اس کے معنی واضح نہیں ہوتے۔"[3] وہ کہتا ہے کہ قرآن کے تحریری متن ہونے کا نظریہ نہ صرف قرآن کی متضاد تفسیر کا باعث بنتا ہے

بلکہ قرآن کے معنی اوراس کی بنیاد و اساس سے کھیلنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔"معاصر محققین کا قرآن کو متن قرار دینے کا روایتی رویہ اس بات کا سبب بنا کہ قرآن کی تفسیر میں تضادات در آئے۔ اس سے نہ صرف قرآن کے معنی کے ساتھ کھیلنے کا راستہ فراہم ہوتا ہے بلکہ قرآن کے بنیادی مبانی کو بھی بازیچہ اطفال بنانے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ چنانچہ ماضی میں متکلمین نے جدلی تاویلات کی شکل میں یہی کام انجام دیا ہے۔"[4] وہ کہتا ہے کہ قرآن دراصل حضرت محمد کی گفتگو کے مختلف مراحل کا مجموعہ ہے۔اس ضمن میں وہ درج ذیل مراحل کا ذکر کرتا ہے:۔

۱۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی گفتگو یا پیش گوئیاں (نبی ہونے کی حیثیت سے)

۲۔ قانون سازی کے حوالے سے ان کی گفتگو (تشریعی)

۳۔ روایت کی صورت میں ہونے والی گفتگو

۴۔ احکام کے حوالے سے ان کی گفتگو

۵۔ حمد و ثنا اور تعریف و تمجید پر مشتمل گفتگو[5]

وہ کہتا ہے کہ قرآن کو متن ماننے میں مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مولف خدا ہے تو اس میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیے جبکہ قرآن میں متضاد اور متناقض باتیں بکثرت موجود ہیں، لہذا اسے گفتگو کا مجموعہ قرار دیا جائے نہ متن۔ اس طرح تاریخی اعتبار سے اس پر ہونے والی تنقید کو قبول کیا جاسکتا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ اصل نہیں ہے۔ مثال کے طور پر جزیہ، جہاد، اور ہاتھ کاٹنے کی سزا وغیرہ یقینا قرآنی نہیں ہیں بلکہ یہ سب اسلام سے پہلے رائج احکام تھے"[6]

2۔ قرآن کلام خدا نہیں

ابوزید کہتا ہے کہ قرآن کلام خدا نہیں۔ کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ کے جبرئیل کے ساتھ رابطے کی نوعیت و حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اتنی سی بات ضرور ہے کہ یہ رابطہ کم از کم گفتگو کی شکل میں نہیں تھا۔''وہ جو اس بات کے قائل ہیں ان کے ہاں وحی حروف و الفاظ کے بغیر فقط معانی و مفہوم کی شکل میں پیغمبر اکرم ﷺ کے دل میں نازل ہوئی۔ یہاں پر وحی الہام کے معنی میں آیا ہے، جو آواز و الفاظ کے بغیر ایک خاص قسم کا اشارہ ہے"۔[7] وہ کہتا ہے کہ انسان کا عالم بالا سے رابطہ الفاظ یا آواز کی شکل میں ممکن نہیں ہے لہذا جو کچھ پیغمبر اکرم ﷺ تک پہنچا وہ ایک قسم کا الہام تھا جسے بعد میں انھوں نے اپنے ہی الفاظ میں بیان کیا:

ان اشكالية طبيعة الشفرة اللغوية المستخدمة في حالة الوحي تتضح اكثر حين يناقش العلماء كيفيات الوحي اي الكيفيات التي امكن بها الاتصال بين طرفين لاينتميان الرتبة الوجودية نفسها۔[8]

وہ کہتا ہے "قرآن صرف خدا کا کلام یا گفتگو نہیں ہے، بلکہ خدا کے کلام کا جلوہ ہے"۔[9] اکبر گنجی کے ساتھ گفتگو میں بھی، ابوزید قرآن کو پیغمبر اکرم ﷺ کی گفتگو فرض کرتے ہوئے، کہتا ہے کہ قرآن محمد ﷺ کی خدا کے ساتھ ہونے والی گفتگو ہے: اہل ایمان کے لئے اس کتاب کے اوراق بھی مقدس ہیں، لیکن مجھ جیسے ایک محقق کے لئے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کو کتابی شکل دینے میں چند لوگ شریک تھے۔ میرے نزدیک ثابت نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے قرآن کو وحی سے لیا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے فقط اتنا جانتا ہوں کہ قرآن محمد ﷺ کی خدا کے ساتھ گفتگو کا نتیجہ ہے۔۔۔ حقیقت یہ ہے ہمارے پاس صرف محمد ﷺ کا کلام ہے، لذا جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ بشر کی تخلیق ہے۔[10]

3۔ نص لغوی

ابوزید کہتا ہے کہ در حقیقت قرآن ایسے الفاظ پر مشتمل ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے خدا کی جانب سے الہام شدہ مطالب کو اپنے الفاظ میں بیان کیا۔ اس مطلب پر دلیل دیتے ہوئے اس کا گمان ہے کہ وحی کا مقصد لوگوں کی ہدایت ہے اور اگر خدا اپنی زبان میں گفتگو کرتے تو اس کا لوگوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا، کیونکہ لوگ تو خدا کی زبان کو نہیں سمجھتے، اسی لئے خدا نے مطالب کو وحی کے ذریعے پیغمبر اکرم ﷺ تک پہنچایا اور پیغمبر اکرم ﷺ نے انھیں اپنے الفاظ میں لوگوں تک منتقل کیا۔

"The text, since it was first sent down when it was revealed and read by the prophet has gone through a change from divine text to human text, for it has changed from being a tanzil to ta'wil. Mohammad's comprehension of the text demonstrated the earliest stage of interaction between the text and a human mind"[۱۱]

4۔ ہرمیونٹیک (Hermeneutic) یا علم تفسیر

ابوزید کی نظر میں قرآن قدیم عرب معاشرہ، ان کی زبان اور تمدن کے نزدیک ہے، لہذا اس کی تفسیر بھی اسی زمانے کے تناظر میں کی جانی چاہیے۔ اسی بنیاد پر وہ بعض مسلمہ فقہی احکام پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ چیزیں عرب تمدن کا حصہ ہیں مثلا عورتوں کا پردہ، مرتد کو قتل کرنا اور ایک سے زیادہ بیویوں سے شادی کی اجازت۔ وہ مزید کہتا ہے کہ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ قرآن خدا کا کلام ہے، پھر بھی ایک تاریخی متن ہے جسے ایک خاص زمانے میں پڑھا اور لکھا گیا ہے، لہذا اس کی تفسیر میں تاریخی پہلوؤں کو ضرور مد نظر رکھنا ضروری ہے۔[۱۲]

5۔ قرآن روایت ہے

ابوزید قرآن کو روایت کا درجہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے جو کچھ خدا سے وحی کے طور پر پالیا اسی کو من و عن بیان کرنے کے بجائے وحی پر مبنی اپنے ذاتی تجربے کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، لہذا قرآنی متن من و عن وہی نہیں ہے جسے خدا نے وحی کے ذریعے پیغمبر اکرم ﷺ پر نازل کیا۔[۱۳]

نصر ابوزید حامد کے افکار کا تنقیدی جائزہ

ا۔ نصر ابوزید حامد کا گمان یہ ہے کہ قرآن متضاد باتوں پر مشتمل ہے اور اس تضاد کو دور کرنے کے لئے قرآن کو گفتگو کا ایک مجموعہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گفتگو کا مجموعہ متضاد باتوں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ تمام علمائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم ہر قسم کے تضاد سے خالی ہے، اگر کہیں پر کسی کوئی ایسا تضاد نظر آتا ہے تو یہ قرآن کی غلط تفسیر یا ناقص فہم کی وجہ سے ہے۔ بعض اوقات، اگر مفسر قرآن کو تفسیری قواعد کی روسے سمجھنے کی کوشش نہ کرے تو خطا کا شکار ہوتا ہے اور اسے متضاد باتیں دیکھنے کو ملتی ہیں، لیکن اگر قرآنی متن کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر اصولوں کی رعایت ہو تو اس میں کسی قسم کا تعارض دیکھنے کو نہیں ملتا۔ دوسری بات، بالفرض اگر قرآن کی باتوں میں تعارض اور تضاد کو قبول بھی کیا جائے تو اسے گفتگو کا مجموعہ قرار دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا؛ کیونکہ عین ممکن ہے ایک متن بھی متناقض اور متضاد مطالب پر مشتمل ہو۔ جیسا کہ

ابو نصر نے قرآن مجید کو بھی دیگر بشری متون کی مانند ایک متن قرار دیا ہے، جبکہ دیگر بشری متون بھی متناقض اور متضاد باتوں سے خالی نہیں ہیں۔ بنابراین، قرآن کو صرف گفتگو کا ایک مجموعہ قرار دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

۲۔ ابو نصر مغربی تعلیمات اور وہاں کے مسلم اصولوں کی روشنی میں قرآن کی تفسیر بیان کرنا چاہتا ہے۔ وہ اکثر مغربی دانشمندوں ہیدوگرو، فوکو، محمد ارگو اور بولتمان کے آثار سے متاثر ہیں۔[1] اور ظاہر ہے، قرآن سمیت کوئی بھی متن ایسا نہیں جس کا اصلی معنی مفسر کے ہاں مسلم اصولوں کی روشنی میں واضح ہو۔ یہ بھی مسلم ہے کہ مغربی دانشمند عہدین (تورات اور انجیل) کی تفسیر میں متناقض اور متضاد باتوں کا شکار ہوئے ہیں کیونکہ عہدین (تورات اور انجیل) تحریف شدہ ہیں اور ان دونوں آسمانی کتابوں کا موازنہ قرآن سے کرنا ناانصافی ہے۔ اگر مفسر عہدین میں موجود اشکالات اور وہاں پر حاوی اصولوں کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر شروع کرے تو اسے قرآن میں بھی وہی متضاد باتیں نظر آئیں گی جو عہدین میں ہیں۔ تحریف اس بات کا سبب بنا کہ تورات اور انجیل کا متن دیگر بشری متون جیسا ہو۔ ابوزید سمیت وہ تمام حضرات جو قرآن اور عہدین میں موجود بنیادی فرق کو نہیں سمجھ سکے، اس بات پر ایمان لے آئے کہ قرآن وحی نہیں بلکہ انسانی کلام ہے۔

۳۔ قرآن لفظ اور معنی دونوں میں معجزہ ہے۔ ابوزید کے اعتراضات کے جواب ان تمام آیات کا ذکر نہایت ضروری ہے جن میں زمانہ جاہلیت کے ادیبوں، دانشمندوں اور شعراء کو چیلنج دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر قرآن دیگر متون کی مانند کسی بشر کی تخلیق ہوتی، تو عرب دانشمند قرآنی چیلنج کو قبول کرتے اور اس جیسا متن پیش کر کے قرآن کی حقانیت پر خطِ بطلان کھینچ سکتے:

خداوند متعال اپنے حبیب ﷺ کی رسالت اور نبوت کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی چھ آیتوں میں کافروں اور منکروں کو للکارتا ہے: اگر تمہارا خیال ہے کہ یہ کتاب (قرآن) وحی نہیں ہے تو اس کی مثال لے آؤ۔

قرآن کا یہ چیلنج تین مرحلوں میں تھا:

۱۔ پورا قرآن لے آنے کا چیلنج

۱۔أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلامُهُمْ بِهذا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طاغُونَ - أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لا يُؤْمِنُونَ [۱۴]

ترجمہ: کیا یہ ان کی عقل کا حکم ہے یا یہ لوگ سرپیچی کرنے والے ہیں؟ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس (قرآن) کو خود اپنی طرف سے لے آیا ہے؟ (ہرگز ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

۲۔قُلْ فَأْتُوا بِكِتابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدى مِنْهُما أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ [۱۵]

ترجمہ: کہہ دیجیے: اگر تم ٹھیک کہتے ہو تو تم بھی کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو زیادہ ہدایت دینے والی ہو اور اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو میں بھی اس کی پیروی کروں گا۔

۳۔قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هذَا الْقُرْآنِ لا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَ لَوْ كانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهيراً [۱۶]

۴۔أَمْ يَقُولُونَ افْتَراهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَياتٍ وَ ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ [۱۷]

ترجمہ: کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ اس نے خود بنایا ہے؟ کہ دیجئے: اگر تم سچ کہتے ہو تو اس کی مانند دس سورتیں لے آؤ اور اس کام میں اللہ کے سوا جس کو لا سکتے ہو، اپنی مدد کے لیے لے آؤ۔

۲۔ دس سورتیں لانے کا چیلنج

ا۔ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَ ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ[۱۸]

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے (قرآن کو) خود بنایا ہے؟ کہہ دیجیے: اگر تم سچے ہو تو اس جیسی خود ساختہ دس سورتیں بنالاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلالاؤ۔

۳۔ فقط ایک سورہ کا چیلنج

ا۔ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَ ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ[۱۹]

ترجمہ: کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ (قرآن) خود ساختہ ہے؟ کہہ دیجیے: اگر تم سچ کہتے ہو تو اس کی مانند ایک سورہ لے آو اور اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی (اپنی مدد کے لیے) بلالاؤ۔

۲۔ وَ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنا عَلى عَبْدِنا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَ ادْعُوا شُهَداءَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ[۲۰]

ترجمہ: اگر تم اس چیز پر جسے ہم نے اپنے عبد پر اتارا ہے، شک کرتے ہو تو اس کی مانند ایک سورہ بنالاو اور اللہ کے سوا اپنے مدد گاروں کو بھی لے آو، اگر تم سچ کہتے ہو۔

قرآن کے مذکورہ تمام چیلنج اُن تمام اعتراضات کے جوابات ہیں جو قرآن کو کسی انسان کی تخلیق قرار دیتے ہوئے کیے جاتے ہیں کیونکہ:

ا۔ قرآن کے مذکورہ چیلنج حقیقت پر مبنی ہیں اور دین کے سخت ترین دشمن بھی ان کا جواب لانے سے قاصر رہے۔ اگر قرآن بھی عام متون کی مانند کسی انسان کی تخلیق ہوتا تو اس کے مخالفین بڑی آسانی سے اس کی مثال لے آتے اور پیغمبر اکرم ﷺ کو شکست دے دیتے۔

۲۔ مذکورہ آیات اس بات پر گواہ ہیں کہ قرآن کا متن وحی پر مبنی ہے اور انسان کے بس کا کام نہیں۔

۳۔ قرآن استدلال اور برہان کی کتاب ہے جو شک اور تردد کے تمام راستوں کو بند کرتا ہے۔

۴۔ قرآن کی حقانیت اس قدر یقینی ہے کہ اگر دشمن ایک آیت بھی اس کی مانند لے آسکا تو گویا وہ پورا قرآن لایا۔

۵۔ قرآن نے بارہا اپنے مخالفین کو للکارا ہے کہ اس کی مانند ایک آیت لے آو، لیکن تمام انس و جن ایک آیت پیش کرنے میں ناکام رہے۔ مخالفین صدیوں سے قرآن کے خلاف سازشیں کرتے آرہے ہیں اور قرآن اور اسلام کو کمزور کرنے کے لیے طرح طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں جبکہ قرآن کے کھلے چیلنج کو قبول کرنے میں ناتواں رہے ہیں۔ آج تک کسی کی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ قرآن کے مذکورہ چیلنج کا جواب دے سکے۔[۲۱]

۶۔ ولید بن مغیرہ اپنے زمانے کا بڑا ادیب، شاعر اور فصاحت و بلاغت کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اس نے قرآن مجید کی چند آیات کو سننے کے بعد اپنی بے مائگی اور شکست کا اعتراف کرتے ہوئے کہا: یہ کسی بشر کا کلام ہے نہ کسی جن کا، بلکہ یہ سحر اور جادو پر مشتمل ہے جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔[۲۲]

۷۔ قرآن کی بہت ساری آیتیں ایسی ہیں جو لوگوں کے باطنی و درونی حالات کو بیان کرتی ہیں اور ایسا کام صرف وہی کر سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ مثلاً جب عربوں کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی تھی تو ان پر کیا گزرتی تھی اور کیا سوچتے تھے؟ اس کو قرآن بڑے واضح اور شفاف انداز میں بیان کرتا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِٱلۡأُنثَىٰ ظَلَّ وَجۡهُهُۥ مُسۡوَدّٗا وَهُوَ كَظِيمٞ يَتَوَٰرَىٰ مِنَ ٱلۡقَوۡمِ مِن سُوٓءِ مَا بُشِّرَ بِهِۦٓۚ أَيُمۡسِكُهُۥ عَلَىٰ هُونٍ أَمۡ يَدُسُّهُۥ فِي ٱلتُّرَابِۗ أَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُونَ[۲۲]

ترجمہ: اور جب انھیں بیٹی کی خبر ملتی ہے تو ان کا چہرہ غصے سے کالا ہو جاتا ہے، اس خبر کو سننے کے بعد وہ لوگوں سے دور بھاگتا تھا (اور خیال کرتا تھا) کیا اس ذلت کو برداشت کروں اور زندہ رہوں یا اسے زمین میں دفنا دوں؟ دیکھو! ان لوگوں کا فیصلہ کتنا برا ہے؟

یعنی جب انہیں پتہ چلتا کہ ان کے ہاں بیٹی ہوئی ہے تو لوگوں سے چھپتے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا اسی ذلت کے ساتھ زندہ رہیں یا بیٹی کو زندہ دفن کر دیں؟ یہ عربوں کی باطنی حالت کا بیان ہے جس سے صرف عالم الغیب ذات ہی آگاہ ہو سکتی ہے۔ اگر قرآن کسی بشر کی تخلیق ہے تو کسی انسان کو لوگوں کی ذہنی، باطنی کیفیت کا کیسے پتا لگا جبکہ اُس دور میں عصرِ حاضر کے جدید علوم و فنون کا شاید کسی نے خواب بھی نہ دیکھا ہو؟

۸۔ قرآن میں مستعمل خاص اصطلاحات، تعابیر اور الفاظ کلام کے سیاق سے مکمل ہم آہنگ ہیں۔ یہ امر اس حقیقت کا غماز ہے کہ یہ تعابیر و اصطلاحات کسی عالم الغیب کی جانب سے تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب عرب کے فصیح اور بلیغ لوگ قرآنی آیات کو سنتے تھے تو مبہوت رہ جاتے تھے اور[۲۳] اس کے مقابلے میں اپنی تخلیقی و فنی شکست کو فوراً تسلیم کرتے تھے۔

۹۔ نصر ابو زید کا کہنا ہے کہ قرآن ایک خاص کلچر، معاشرے اور قوم میں نازل ہوا ہے لہذا صرف اس کی ہرمونیٹک (Hermeneutic) تفسیر درست ہے، جبکہ اسے نہیں معلوم خود قرآن اس بات کا جواب دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اس کا پیغام پوری انسانیت کے لیے ہے۔ اسی لیے اس میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ملتی جو کہتی ہو کہ اس کا پیغام صرف عرب معاشرے کے لیے ہے۔ قرآن کی تعابیر عالمگیر ہیں اور اس کا پیغام قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

۱۔ الر كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ[۲۴]

ترجمہ: الف لام را، اس کتاب کو ہم نے آپ پر نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو خدا کے اذن سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں، ایسا راستہ جو غلبہ پانے والا اور قابل تعریف ہے۔

۲۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ[۲۵]

ترجمہ: اور نے اس کتاب کو بیان کرنے والی اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت بنا کر نازل کیا۔

۳۔ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا[۲۶]

ترجمہ: یقیناً یہ قرآن سیدھے راستے کی نشاندہی کرتا ہے اور نیک اعمال بجالانے والوں کو بشارت دیتا ہے کہ ان کا اجر عظیم ہے۔

۴۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا[۲۷]

ترجمہ: اور ہم نے جو کچھ اس قرآن میں نازل کیا ہے، اس میں ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، لیکن ظلم کرنے والوں کے تو صرف خسارے میں اضافہ ہو گا۔

۵۔ هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ[۲۸]

ترجمہ: یہ لوگوں کے لیے بیان ہے اور پرہیز گاروں کے لیے ہدایت اور موعظہ ہے۔

۶۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ[۲۹]

ترجمہ: رمضان ایسا مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا، جس میں لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس (کتاب) میں ہدایت اور حق و باطل کو الگ کرنے والے دلائل موجود ہیں۔

۷۔ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[۳۰]

ترجمہ: اور (اے رسول ﷺ) ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کو وہ کچھ بتائیں و اس میں ہے، شاید لوگ غور و فکر سے کام لیں۔

مذکورہ آیتوں میں قرآن نے " للناس"، "للمتقین"، " للمومنین"، "للمسلمین" اور " لقوم" وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا پیغام کسی خاص قوم یا معاشرے کے لیے نہیں تھا بلکہ اس کا پیغام عالمگیر اور پورے عالم بشریت کے لیے ہے۔ بنابرایں، قرآن کی ہرمونیتک (Hermeneutic) تفسیر کی تائید پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

۸۔ جن آیات میں عرب کلچر اور رسومات کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے ان کو دلیل بنا کر ابو زید کہتا ہے کہ یہ آیتیں اس بات کی دلیل ہے کہ قرآنی تعلیمات عرب معاشرے کے ساتھ مخصوص تھیں۔ ابو زید کا یہ خیال بھی اس کی غفلت کا ہی نتیجہ ہے۔ کیونکہ قرآن نے لوگوں کی ہدایت کا آغاز عرب معاشرے سے کیا ہے لہذا عرب معاشرے کی رسومات، وہاں پر حاکم قوانین اور کلچر کے بارے میں گفتگو کرنا ایک فطری و منطقی امر تھا، نہ کہ قرآنی تعلیمات صرف عرب جاہل معاشرے کے ساتھ مخصوص تھیں۔

۹۔ پیغمبر اکرم ﷺ اُمی (لکھنے کی صلاحیت سے محروم) تھے اور ان کی طرف سے قرآن کے الفاظ کے انتخاب یا تحریر میں ان کا کوئی کردار نہیں۔ علاوہ ازیں قرآن میں ایسی آیتیں بھی ہیں جو پیغمبر اکرم ﷺ کو سختی کے ساتھ ہر طرح کی تبدیلی یا تحریف سے روکتی ہیں:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۝لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۝ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ[۳۱]

ترجمہ: اور اگر وہ چھوٹی سی بات کو بھی ہم سے منسوب کرتے تو ہم دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر شہ رگ کو کاٹ دیتے۔

مذکورہ آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بنیادی ذمہ داری خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا تھا اور انھیں اس میں کسی طرح کی تبدیلی کا اختیار حاصل نہیں تھا۔ لہذا یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنی خواہشات کے مطابق اللہ کے کلام کو تبدیل کیا ہے۔ وہ تو اللہ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچا دیتے تھے۔ لہذا یہ کہنا قرآنی اصول و ضوابط کے مکمل خلاف ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے پیغام کو اللہ سے وصول کرنے کے بعد اس میں اپنی طرف سے کچھ تبدیلیاں کیں اور پھر لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔

۱۰۔ یہ بات درست ہے کہ قرآن تیئس سال کے عرصے میں پیغمبر اکرم ﷺ صوتی شکل (Spoken Form) میں نازل ہوا، یعنی ایک ہی دفعہ پورا قرآن موجودہ شکل میں نازل نہیں ہوا۔ لیکن جب پورا قرآن نازل ہوا تو ایک ایسے مجموعے کی شکل میں اس کی تدوین ہوئی جو متضاد باتوں سے پاک اور باطل نظریات سے مبرا تھا۔ البتہ بعض آیتوں کی تفہیم کے لیے اس کے سیاق کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

قرآن کی درست تفسیر کے لیے یہ جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس کے مفاہیم تاریخ کے کسی خاص حصے سے مخصوص نہیں ہیں۔ اور اگر بعض آیتوں میں ایک خاص زمانے کا ذکر ملتا ہے تو وہ اس معنی میں نہیں کہ قرآن کا پیغام تمام انسانوں کے لیے نہیں

ہے، مثلاً پیغمبروں اور ان کی زندگی سے متعلق جو داستانیں قرآن میں ہیں ان میں بھی ایسے پیغامات موجود ہیں جو تمام انسانوں کے لیے ہیں۔ ایسا بالکل نہیں کہ قرآنی قصص کے پیغامات کا تعلق صرف اور صرف متعلقہ تاریخی دور کے انسانوں سے ہو۔

خلاصۂ بحث

ابو زید کے افکار و نظریات کی کجی اور عدم اصابت دراصل اس کے تحقیقی طریقہ کار کی نارسائی کا نتیجہ ہے۔ اس نے قرآن مجید اور الہام و وحی کو سمجھنے کے جو اسلوبِ تحقیق اپنایا ہے وہ دراصل مستشرقین اور مغربی دانشوروں کے خیالات پر مبنی ہے اور عہدین (تورات اور انجیل) کے بارے میں مستشرقین کے نظریات کا اطلاق قرآن اور پیغمبر اکرم ﷺ پر کیا ہے۔

عہدین (تورات اور انجیل) کے اولین متون اس وقت معدوم ہیں اور ان کی تحریف شدہ متنی صورت اور قرآن مجید کی متنی صورت میں آسمان زمین کا فرق ہے جو کہ اہلِ دانش سے پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا ابو زید نے جن لسانی اصول و قواعد کی بنیاد پر عہدین کے تحریف شدہ متون کو پرکھا ہے وہ قرآن مجید کے غیر محرّف متن کی تشخیص و تفہیم کے لیے قطعی طور پر ناقابلِ اطلاق ہیں۔ اس نے علم لسانیات کے اصول و ضوابط کو بنیاد بنا کر قرآن کو بھی ہرمونیٹک (Hermeneutic) طریقہ کار سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے نظریات قرآنی نصوص سے مکمل طور پر متصادم، مخالف اور متضاد ہیں۔ اس کے نظریات اس بات کے غماز ہیں کہ وہ مذہبی تکثیریت (Religious pluralism) کا قائل ہے۔ وحی کے بارے میں وہ کم و بیش وہی نظریہ رکھتا ہے جو دنیائے مسیحیت میں کلام الٰہی کے بارے میں رائج ہے جبکہ یہ نظریہ قرآنی نصوص کے سراسر مخالف ہے جو کہ کسی بھی مسلمان کے لیے قابل قبول نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نصر، حامد ابوزید، نوآوری؛ تحریم و تاویل شناخت علمی و ہراس از تکفیر، فارسی ترجمہ مہدی خلجی، المرکز الثقافی العربی دار البیضا بیروت، سنہ ۲۰۱۰ء، ص ۱۱۲
۲۔ ایضاً
۳۔ ایضاً
۴۔ ایضاً
۵۔ ایضاً
۶۔ عبداللہ نصری، قرآن بہ مثابہ گفتارنہ متن نقد آخرین دیدگاہ ابوزید درباب وحی و قرآن، فصلنامہ علمی پژوھشی فلسفہ والاھیات، سنہ ۱۳۹۲ش، ص ۲۰
۷۔ نصر حامد ابوزید، مفہوم النص دراسۃ فی علوم القرآن، المرکز الثقافی العربی الدار البیضا، سنہ ۲۰۱۴ء، ص 44
۸۔ ایضاً
۹۔ عبداللہ نصری، قرآن بہ مثابہ گفتارنہ متن نقد آخرین دیدگاہ ابوزید درباب وحی و قرآن، فصلنامہ علمی پژوھشی فلسفہ والاھیات، سنہ ۱۳۹۲ش، ص ۲۰
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ Nasr Hamid Abu Zayd as a Modern Muslim Thinker ,Nur Zainatul Nadra Zainol , Latifah abd Majid and Muhammad Najib Abdul Kadir , international journal of Islamic thought ,vol 5 ,(June)2014
۱۲۔ Nasr Hamid Abi Zayd, Reformation of Islamic thought , Amsterdam University press ,Amsterdam 2006
۱۳۔ نصر حامد ابوزید، نقد الخطاب الدینی، سنہ ۱۹۹۴ء، ص ۱۰۵
۱۴۔ سورہ طور/ ۳۳
۱۵۔ سورہ قصص/ ۴۹
۱۶۔ سورہ اسراء/ ۸۸
۱۷۔ سورہ ھود/ ۱۳
۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ سورہ یونس/۳۸
۲۰۔ سورہ بقرہ/۲۳
۲۱۔ قرائتی محسن، تفسیر نور، مرکز فرہنگی درسھایی از قرآن، ۱۳۸۸ش، ص۸۷
۲۲۔ ایضاً
۲۳۔ سورہ النحل/۵۸-۵۹
۲۴۔ سورہ ابراہیم/۱
۲۵۔ سورہ نحل/۸۹
۲۶۔ سورہ اسراء/۹
۲۷۔ سورہ اسراء/۸۲
۲۸۔ سورہ آل عمران/۱۳۸
۲۹۔ سورہ سورہ بقرہ/۱۸۵
۳۰۔ سورہ نحل/۴۴
۳۱۔ سورہ الحاقہ/۴۴،۴۵،۴۶